علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ pk24jobs.pk سے فری حاصل کریں۔

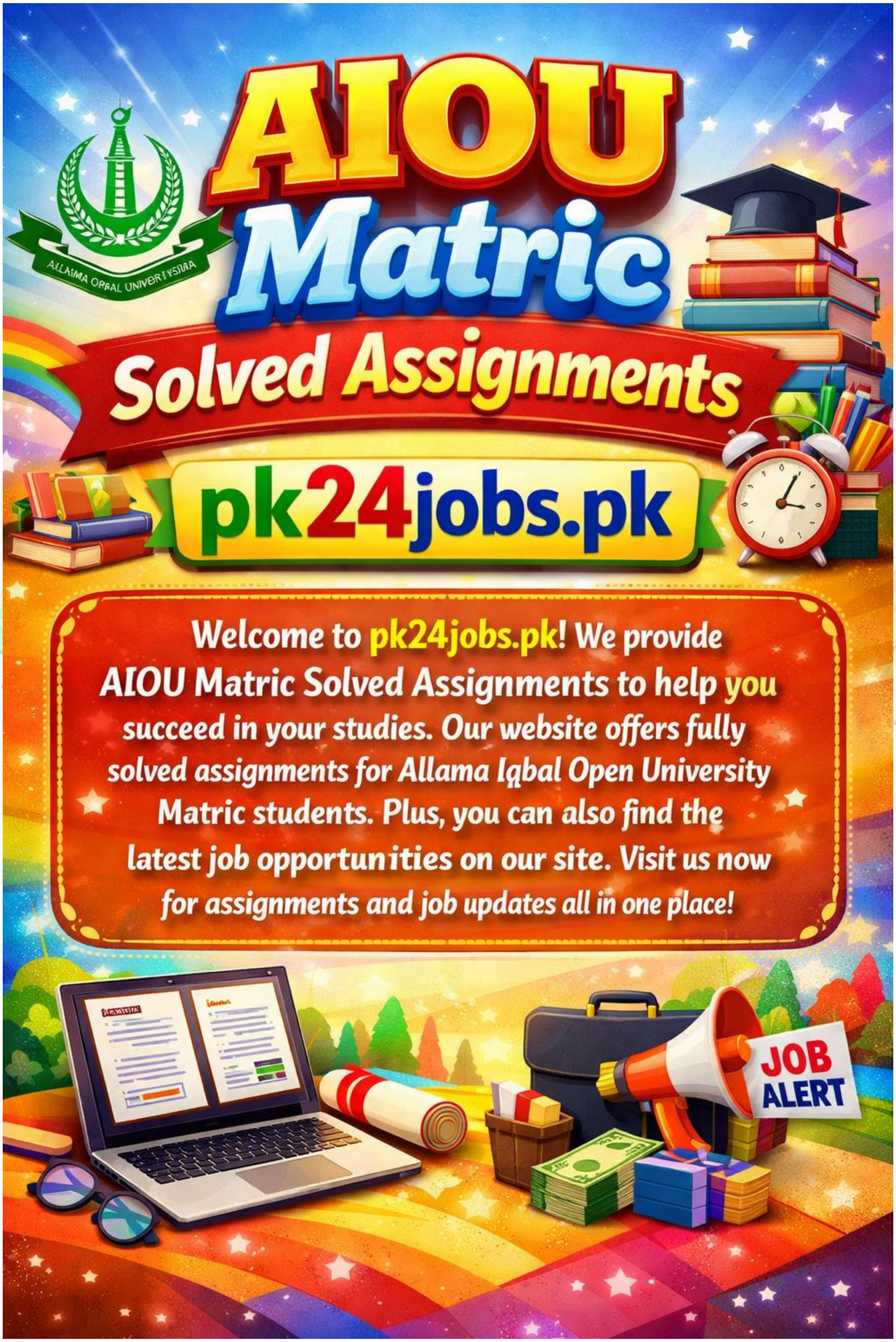

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ pk24jobs.pk سے فری حاصل کریں۔

امتحانی مشق نمبر-1

سوال نمبر 1۔ غیر رسمی تعلیم میں ریڈیو کے کردار کی وضاحت کریں۔

غیر رسمی تعلیم میں ریڈیو کا کردار

تمہید:

تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کی بنیاد ہوتی ہے۔ اگرچہ رسمی تعلیم کو ہمیشہ اہمیت حاصل رہی ہے، لیکن ایسے افراد کی ایک بڑی تعداد موجود ہوتی ہے جو مختلف وجوہات کی بنا پر اسکول، کالج یا یونیورسٹی میں تعلیم حاصل نہیں کر پاتے۔ ان افراد کے لیے غیر رسمی تعلیم ایک مؤثر متبادل فراہم کرتی ہے۔ غیر رسمی تعلیم کا مقصد لوگوں کو روزمرہ زندگی سے متعلق علم، مہارت اور آگاہی فراہم کرنا ہے تاکہ وہ بہتر زندگی گزار سکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے ذرائع ابلاغ خصوصاً ریڈیو نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

غیر رسمی تعلیم کا تصور:

غیر رسمی تعلیم وہ تعلیمی عمل ہے جو روایتی تعلیمی اداروں سے ہٹ کر انجام دیا جاتا ہے۔ اس میں عمر، وقت اور جگہ کی کوئی قید نہیں ہوتی۔ یہ تعلیم بالغوں، مزدوروں، کسانوں، خواتین اور دیہی آبادی کے لیے خاص طور پر مفید ہے۔ غیر رسمی تعلیم کا بنیادی مقصد لوگوں کو عملی زندگی کے مسائل حل کرنے کے قابل بنانا اور ان میں شعور بیدار کرنا ہوتا ہے۔

ریڈیو بطور تعلیمی ذریعہ:

ریڈیو ابلاغِ عامہ کا ایک قدیم لیکن مؤثر ذریعہ ہے۔ یہ آواز کے ذریعے پیغام پہنچاتا ہے اور اس کے لیے پڑھنے لکھنے کی شرط نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ریڈیو غیر رسمی تعلیم کے لیے ایک موزوں ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ ایک عام ریڈیو سیٹ کے ذریعے دور دراز علاقوں میں بیٹھے لوگ بھی تعلیمی پروگرام سن سکتے ہیں۔

ریڈیو کی رسائی اور مقبولیت:

ریڈیو کی سب سے بڑی خوبی اس کی وسیع رسائی ہے۔ دیہی علاقوں، پہاڑی علاقوں اور پسماندہ خطوں میں جہاں جدید ٹیکنالوجی دستیاب نہیں ہوتی، وہاں بھی ریڈیو آسانی سے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ لوگ کام کے دوران بھی ریڈیو سن سکتے ہیں، جس سے تعلیم ان کی روزمرہ زندگی کا حصہ بن جاتی ہے۔ یہی خصوصیت غیر رسمی تعلیم کے مقاصد سے مکمل ہم آہنگ ہے۔

خواندگی کے فروغ میں ریڈیو کا کردار:

غیر رسمی تعلیم میں ریڈیو کا ایک اہم کردار خواندگی کے فروغ میں ہے۔ ریڈیو کے ذریعے بالغ خواندگی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں جن میں حروفِ تہجی، الفاظ کی پہچان، جملے بنانے اور بنیادی حساب کتاب سکھایا جاتا ہے۔ ایسے افراد جو بچپن میں اسکول نہیں جاسکے، ریڈیو کے ذریعے سیکھنے کا موقع حاصل کرتے ہیں۔ سادہ زبان اور مثالوں کے ذریعے تعلیم دینا سیکھنے کے عمل کو آسان بنا دیتا ہے۔

صحت اور سماجی آگاہی میں ریڈیو کی اہمیت:

ریڈیو غیر رسمی تعلیم کے ذریعے صحت اور سماجی آگاہی پھیلانے میں بھی نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ صفائی، حفظانِ صحت، ماں اور بچے کی صحت، غذائیت، خاندانی منصوبہ بندی اور بیماریوں سے بچاؤ جیسے موضوعات پر پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔ ان پروگراموں سے عوام میں شعور پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی صحت اور ماحول کا بہتر خیال رکھنے لگتے ہیں۔

زرعی تعلیم میں ریڈیو کا کردار:

زرعی شعبہ کسی بھی ملک کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ کسانوں کی اکثریت رسمی تعلیم سے محروم ہوتی ہے، اس لیے ریڈیو ان کے لیے غیر رسمی تعلیم کا بہترین ذریعہ ہے۔ زرعی پروگراموں میں جدید کاشتکاری کے طریقے، فصلوں کی بیماریوں سے بچاؤ، بیجوں کا انتخاب اور موسمی پیش گوئی سے متعلق معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اس سے کسانوں کی پیداوار میں اضافہ ہوتا ہے اور ان کا معیارِ زندگی بہتر ہوتا ہے۔

خواتین کی تعلیم میں ریڈیو کی خدمات:

خواتین کی بڑی تعداد گھریلو ذمہ داریوں اور سماجی پابندیوں کی وجہ سے رسمی تعلیم حاصل نہیں کر پاتی۔ ریڈیو کے ذریعے خواتین کے لیے خصوصی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں جن میں گھریلو صنعت، بچوں کی تربیت، صحت، حقوق اور خود اعتمادی جیسے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح ریڈیو خواتین کو تعلیم یافتہ اور باخبر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

تفریح کے ساتھ تعلیم:

ریڈیو کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ یہ تفریح اور تعلیم کو یکجا کرتا ہے۔ کہانیوں، ڈراموں، مکالموں اور مثالوں کے ذریعے تعلیمی پیغام دیا جاتا ہے، جس سے سننے والوں کی دلچسپی برقرار رہتی ہے۔ یہ انداز غیر رسمی تعلیم کے لیے نہایت مؤثر ہے کیونکہ اس میں زبردستی کے بجائے رغبت کے ذریعے سکھایا جاتا ہے۔

زبان اور ثقافت کے فروغ میں ریڈیو:

ریڈیو مقامی زبانوں اور ثقافت کے فروغ میں بھی غیر رسمی تعلیم کا ذریعہ بنتا ہے۔ مقامی زبان میں نشر ہونے والے پروگرام لوگوں کو اپنی زبان بہتر طور پر سمجھنے اور استعمال کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوک روایات اور ثقافتی اقدار کو اجاگر کر کے معاشرتی ہم آہنگی پیدا کی جاتی ہے۔

ریڈیو کی کم لاگت اور افادیت:

ریڈیو غیر رسمی تعلیم کا ایک سستا اور مؤثر ذریعہ ہے۔ ایک ہی پروگرام سے لاکھوں افراد مستفید ہو سکتے ہیں۔ حکومتیں اور تعلیمی ادارے کم وسائل میں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک تعلیمی پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں ریڈیو کو غیر رسمی تعلیم میں خاص اہمیت حاصل ہے۔

نتیجہ:

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ غیر رسمی تعلیم میں ریڈیو کا کردار نہایت اہم اور ہمہ گیر ہے۔ یہ تعلیم کو عام کرنے، شعور بیدار کرنے اور معاشرتی ترقی میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ سادہ، سستا اور قابلِ رسائی ہونے کی وجہ سے ریڈیو آج بھی غیر رسمی تعلیم کا ایک مضبوط

ذریعہ ہے۔ اگر ریڈیو کو بہتر منصوبہ بندی اور جدید تقاضوں کے مطابق استعمال کیا جائے تو یہ تعلیم کے فروغ میں مزید مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر 2۔ موجودہ رسمی نظام تعلیم کی خوبیاں اور خامیاں کیا ہیں؟ وضاحت کریں۔

موجودہ رسمی نظام تعلیم کی خوبیاں اور خامیاں:

تمہید:

تعلیم کسی بھی معاشرے کی فکری، اخلاقی اور معاشی ترقی کی بنیاد سمجھی جاتی ہے۔ دنیا بھر میں علم کی ترسیل کے لیے مختلف تعلیمی نظام رائج ہیں جن میں رسمی نظام تعلیم کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یہ نظام اسکول، کالج اور یونیورسٹی جیسے اداروں کے ذریعے منظم انداز میں تعلیم فراہم کرتا ہے۔ موجودہ دور میں رسمی نظام تعلیم نے انسانی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے، تاہم وقت کے ساتھ ساتھ اس میں بعض کمزوریاں بھی سامنے آئی ہیں۔ ان خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لینا نہایت ضروری ہے تاکہ تعلیمی نظام کو بہتر بنایا جا سکے۔

رسمی نظام تعلیم کا تعارف:

رسمی نظام تعلیم ایک منظم اور باقاعدہ تعلیمی ڈھانچہ ہوتا ہے جس میں داخلہ، نصاب، تدریسی طریقہ، امتحانات اور اسناد سب پہلے سے طے شدہ ہوتے ہیں۔ اس نظام میں تعلیم مخصوص عمر کے طلبہ کو تربیت یافتہ اساتذہ کے ذریعے تعلیمی اداروں میں دی جاتی ہے۔ اس کا بنیادی مقصد طلبہ کو علمی بنیاد فراہم کرنا اور انہیں مستقبل کی عملی اور پیشہ ورانہ زندگی کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے۔

رسمی نظام تعلیم کی خوبیاں:

رسمی نظام تعلیم کی سب سے نمایاں خوبی اس کا منظم اور مربوط ہونا ہے۔ تعلیم کو مختلف مراحل میں تقسیم کیا جاتا ہے جیسے ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم، جس سے طلبہ کی ذہنی نشوونما بتدریج ہوتی ہے۔ ہر مرحلے کے لیے مخصوص اہداف اور نصاب مقرر ہونے کی وجہ سے تعلیمی تسلسل قائم رہتا ہے۔

اس نظام میں ایک معیاری نصاب پڑھایا جاتا ہے جو ماہرینِ تعلیم کی نگرانی میں تیار کیا جاتا ہے۔ اس نصاب کے ذریعے طلبہ کو سائنسی، ادبی، سماجی اور اخلاقی علم فراہم کیا جاتا ہے۔ معیاری نصاب کی بدولت پورے ملک میں تعلیم کا ایک مشترکہ معیار برقرار رہتا ہے، جس سے تعلیمی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

رسمی نظامِ تعلیم میں تدریسی فرائض انجام دینے والے اساتذہ عموماً پیشہ ورانہ تربیت یافتہ ہوتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنے مضمون پر عبور رکھتے ہیں بلکہ تدریسی اصولوں اور طلبہ کی نفسیات سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ اساتذہ کی یہ قابلیت تعلیمی معیار کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

اس نظام میں باقاعدہ امتحانی نظام موجود ہوتا ہے جس کے ذریعے طلبہ کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ امتحانات کے نتیجے میں طلبہ کو اسناد اور ڈگریاں دی جاتی ہیں جو معاشرے میں تسلیم شدہ ہوتی ہیں۔ یہی اسناد آگے چل کر روزگار، اعلیٰ تعلیم اور سماجی مقام کے حصول میں مدد فراہم کرتی ہیں۔

رسمی تعلیمی ادارے طلبہ میں نظم و ضبط، وقت کی پابندی اور ذمہ داری کا احساس بھی پیدا کرتے ہیں۔ اسکول کا ماحول، قواعد و ضوابط اور اجتماعی سرگرمیاں طلبہ کی اخلاقی اور سماجی تربیت میں معاون ثابت ہوتی ہیں، جو ایک مہذب معاشرے کی تشکیل کے لیے ضروری ہے۔

رسمی نظامِ تعلیم کی خامیاں:

اگرچہ رسمی نظامِ تعلیم میں کئی خوبیاں موجود ہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بعض خامیاں بھی پائی جاتی ہیں۔ اس نظام میں عموماً تمام طلبہ کے لیے ایک ہی نصاب اور تدریسی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے، حالانکہ طلبہ کی ذہنی صلاحیتیں، دلچسپیاں اور سیکھنے کی رفتار مختلف ہوتی ہیں۔ اس یکسانیت کی وجہ سے کئی طلبہ اپنی فطری صلاحیتوں کو مکمل طور پر بروئے کار نہیں لا پاتے۔

موجودہ رسمی نظامِ تعلیم میں رٹا سسٹم ایک بڑی خامی کے طور پر سامنے آتا ہے۔ امتحانات میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے طلبہ معلومات کو سمجھنے کے بجائے یاد کرنے پر زور دیتے ہیں۔ اس رویے سے تخلیقی سوچ، تنقیدی صلاحیت اور عملی فہم متاثر ہوتی ہے، جو تعلیم کے اصل مقصد کے خلاف ہے۔

رسمی نظامِ تعلیم میں زیادہ تر توجہ کتابی علم پر دی جاتی ہے جبکہ عملی زندگی سے متعلق مہارتوں کو کم اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ طلبہ نظریاتی علم تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن عملی میدان میں درکار صلاحیتوں سے محروم رہ جاتے ہیں، جس کے نتیجے میں تعلیم اور روزگار کے درمیان فاصلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

ایک اور بڑی خامی رسمی تعلیم کا مہنگا ہونا ہے۔ خاص طور پر نجی تعلیمی اداروں کی فیس، کتابوں، یونیفارم اور دیگر اخراجات غریب اور متوسط طبقے کے لیے تعلیم حاصل کرنا مشکل بنا دیتے ہیں۔ اس طرح معاشرے میں تعلیمی عدم مساوات پیدا ہو جاتی ہے۔

امتحانات، نمبروں کی دوڑ اور مقابلہ بازی طلبہ پر شدید ذہنی دباؤ ڈالتی ہے۔ والدین اور معاشرے کی بلند توقعات بعض اوقات طلبہ کی ذہنی صحت اور خود اعتمادی پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ یہ دباؤ تعلیمی عمل کو خوشگوار بنانے کے بجائے بوجھ بنا دیتا ہے۔

اصلاح کی ضرورت:

موجودہ رسمی نظامِ تعلیم کو مؤثر بنانے کے لیے اس میں اصلاحات ناگزیر ہیں۔ نصاب میں عملی سرگرمیوں، فنی تربیت اور تحقیق کو شامل کیا جانا چاہیے۔ امتحانی نظام کو ایسا ہونا چاہیے جو صرف یادداشت نہیں بلکہ فہم، تجزیہ اور صلاحیتوں کو جانچے۔ اساتذہ کی مسلسل تربیت اور تعلیم کو عام آدمی کی دسترس میں لانا بھی وقت کی اہم ضرورت ہے۔

نتیجہ:

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ رسمی نظامِ تعلیم ایک منظم اور مؤثر تعلیمی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے جو علم، اسناد اور سماجی پہچان کا ذریعہ بنتا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ اس میں رٹا سسٹم، مہنگائی اور عملی زندگی سے دوری جیسی خامیاں بھی موجود ہیں۔ اگر ان خامیوں کو دور کر کے نظامِ تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کر لیا جائے تو یہی رسمی نظامِ تعلیم قومی ترقی اور خوشحالی کا مضبوط ذریعہ بن سکتا ہے۔

سوال نمبر 3 غیر رسمی تعلیم کا تاریخی پس منظر بیان کریں۔

غیر رسمی تعلیم کا تاریخی پس منظر:

تمہید:

تعلیم انسان کی فکری اور سماجی ترقی کا بنیادی ذریعہ رہی ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں انسان نے علم حاصل کرنے اور اسے آگے منتقل کرنے کے مختلف طریقے اپنائے۔ اگرچہ آج کے دور میں رسمی تعلیم کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ تعلیم کی ابتدا غیر رسمی انداز ہی سے ہوئی۔ غیر رسمی تعلیم وہ تعلیم ہے جو انسان قدرتی ماحول، معاشرتی میل جول، مشاہدے اور تجربے کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ یہ تعلیم نہ کسی مخصوص ادارے کی محتاج ہوتی ہے اور نہ ہی اس کے لیے عمر، نصاب یا امتحان کی کوئی قید ہوتی ہے۔ غیر رسمی تعلیم کا تاریخی پس منظر انسانی تاریخ جتنا ہی قدیم ہے۔

قدیم دور میں غیر رسمی تعلیم:

انسانی تاریخ کے ابتدائی ادوار میں جب اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں موجود نہیں تھیں، اس وقت غیر رسمی تعلیم ہی واحد ذریعۂ تعلیم تھی۔ قدیم انسان اپنے بزرگوں سے شکار، زراعت، رہن سہن، زبان اور سماجی اصول سیکھتا تھا۔ یہ تعلیم مشاہدے، تقلید اور تجربے کے ذریعے منتقل ہوتی تھی۔ والدین اپنے بچوں کو روزمرہ زندگی کے ہنر سکھاتے تھے، جیسے کھانا پکانا، اوزار بنانا، فصل اگانا اور جانور پالنا۔ یہ تمام سیکھنے کے عمل غیر رسمی تعلیم کی مثالیں ہیں۔

قدیم تہذیبوں جیسے مصر، چین، یونان اور وادیٔ سندھ میں بھی غیر رسمی تعلیم کا اہم کردار تھا۔ اگرچہ وہاں محدود پیمانے پر رسمی تعلیم موجود تھی، لیکن عام عوام کی اکثریت غیر رسمی ذرائع سے ہی علم حاصل کرتی تھی۔ کہانیوں، لوک گیتوں، روایات اور رسم و رواج کے ذریعے اخلاقی اقدار اور سماجی اصول نسل در نسل منتقل ہوتے رہے۔

مذہبی تعلیم اور غیر رسمی نظام:

مذہب نے بھی غیر رسمی تعلیم کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ مختلف مذاہب کے بانیوں اور مبلغین نے تعلیم کو رسمی اداروں تک محدود رکھنے کے بجائے عوام تک عام کیا۔ مساجد، مندر، گرجا گھر اور خانقاہیں غیر رسمی تعلیم کے مراکز کے طور پر کام کرتی رہیں۔ یہاں لوگوں کو اخلاقیات، عبادات، سماجی ذمہ داریوں اور زندگی گزارنے کے اصول سکھائے جاتے تھے۔

اسلامی تاریخ میں غیر رسمی تعلیم کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ مسجد نبوی ایک ایسا مرکز تھا جہاں تعلیم ہر شخص کے لیے کھلی تھی۔ علماء اپنے شاگردوں کو درس دیتے تھے اور یہ تعلیم کسی مخصوص عمر یا نصاب تک محدود نہیں تھی۔ یہ نظام غیر رسمی تعلیم کی بہترین مثال تھا جس نے ایک مہذب اور باعلم معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

قرونِ وسطیٰ میں غیر رسمی تعلیم:

قرونِ وسطیٰ کے دور میں اگرچہ مدارس اور یونیورسٹیاں قائم ہو چکی تھیں، لیکن غیر رسمی تعلیم کی اہمیت کم نہیں ہوئی۔ اس دور میں ہنر سیکھنے کا نظام استاد شاگرد کے تعلق پر مبنی تھا۔ مختلف پیشے جیسے بڑھئی، لوہار، درزی اور تاجر اپنے ہنر شاگردوں کو عملی طور پر سکھاتے تھے۔ یہ تربیت کسی باقاعدہ نصاب یا امتحان کے بغیر ہوتی تھی، لیکن عملی زندگی کے لیے نہایت مؤثر ثابت ہوتی تھی۔

دیہی معاشروں میں غیر رسمی تعلیم روزمرہ زندگی کا حصہ تھی۔ بزرگوں کے تجربات، کہاوتیں اور لوک دانش نوجوان نسل کی تربیت کا ذریعہ بنتی تھیں۔ اس طرح غیر رسمی تعلیم معاشرتی اقدار کے تحفظ اور فروغ کا سبب بنی۔

صنعتی انقلاب اور غیر رسمی تعلیم:

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں صنعتی انقلاب نے دنیا میں بڑی تبدیلیاں پیدا کیں۔ صنعتوں کے قیام کے ساتھ نئی مہارتوں اور معلومات کی ضرورت پیدا ہوئی۔ اگرچہ رسمی تعلیمی ادارے قائم ہوئے، لیکن تمام افراد کو ان تک رسائی حاصل نہ ہو سکی۔ اس خلا کو پر کرنے کے لیے غیر رسمی تعلیم نے ایک بار پھر اہم کردار ادا کیا۔

کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور عملی تربیت کے ذریعے ہنر سیکھتے تھے۔ شام کی کلاسیں، تربیتی پروگرام اور تجرباتی تعلیم غیر رسمی تعلیم کی شکلیں تھیں۔ اس دور میں غیر رسمی تعلیم نے صنعتی ترقی میں افرادی قوت کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا۔

بیسویں صدی میں غیر رسمی تعلیم کا فروغ:

بیسویں صدی میں غیر رسمی تعلیم کو باقاعدہ ایک تعلیمی تصور کے طور پر تسلیم کیا گیا۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد جب دنیا کو سماجی اور معاشی بحالی کی ضرورت پیش آئی، تو یہ احساس پیدا ہوا کہ رسمی تعلیم ہر فرد تک نہیں پہنچ سکتی۔ خاص طور پر بالغ افراد، دیہی آبادی

اور غریب طبقہ تعلیم سے محروم رہ جاتا ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے غیر رسمی تعلیم کو ایک متبادل اور معاون نظام کے طور پر اپنایا گیا۔

اس دور میں خواندگی مہمات، بالغوں کی تعلیم، فنی تربیت اور آگاہی پروگرام شروع کیے گئے۔ اقوامِ متحدہ اور اس کے ذیلی اداروں نے غیر رسمی تعلیم کو فروغ دینے کے لیے مختلف منصوبے متعارف کرائے۔ تعلیم کو صرف اسکولوں تک محدود رکھنے کے بجائے معاشرے کے ہر فرد تک پہنچانے کی کوشش کی گئی۔

ترقی پذیر ممالک میں غیر رسمی تعلیم:

ترقی پذیر ممالک میں غیر رسمی تعلیم نے خاص اہمیت حاصل کی۔ ان ممالک میں آبادی کا بڑا حصہ غربت، وسائل کی کمی اور سماجی مسائل کی وجہ سے رسمی تعلیم حاصل نہیں کر پاتا۔ غیر رسمی تعلیم نے ان افراد کو سیکھنے کے مواقع فراہم کیے۔ ریڈیو، ٹیلی وژن، تربیتی مراکز اور کمیونٹی پروگرام غیر رسمی تعلیم کے مؤثر ذرائع بنے۔

پاکستان جیسے ممالک میں بھی غیر رسمی تعلیم نے خواندگی کے فروغ، خواتین کی تعلیم اور فنی مہارتوں کی تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ دیہی علاقوں میں قائم غیر رسمی تعلیمی مراکز نے بہت سے افراد کو زندگی گزارنے کے قابل بنایا۔

جدید دور میں غیر رسمی تعلیم:

جدید دور میں غیر رسمی تعلیم نے نئی شکلیں اختیار کر لی ہیں۔ ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ آن لائن کورسز، تعلیمی ویڈیوز، موبائل ایپس اور سوشل میڈیا غیر رسمی تعلیم کے جدید ذرائع بن چکے ہیں۔ لوگ اپنی سہولت کے مطابق علم حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ تمام ذرائع غیر رسمی تعلیم کے دائرے میں آتے ہیں کیونکہ ان میں رسمی داخلہ، امتحان یا ڈگری کی پابندی نہیں ہوتی۔

غیر رسمی تعلیم آج بھی زندگی بھر سیکھنے کے تصور کو فروغ دے رہی ہے۔ انسان رسمی تعلیم مکمل کرنے کے بعد بھی غیر رسمی ذرائع سے نئی مہارتیں سیکھتا رہتا ہے، جو جدید معاشرے کی ایک اہم ضرورت بن چکی ہے۔

نتیجہ:

غیر رسمی تعلیم کا تاریخی پس منظر انسانی تاریخ جتنا ہی قدیم اور وسیع ہے۔ قدیم دور سے لے کر جدید زمانے تک غیر رسمی تعلیم نے انسان کی فکری، سماجی اور معاشی ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اگرچہ رسمی تعلیم کو ایک منظم نظام کی حیثیت حاصل ہے، لیکن غیر رسمی تعلیم نے ہمیشہ اس کی تکمیل کی ہے۔ آج کے دور میں بھی غیر رسمی تعلیم علم کو عام کرنے، زندگی کے مسائل حل کرنے اور معاشرتی ترقی کے لیے ایک ناگزیر ذریعہ ہے۔ اگر غیر رسمی تعلیم کو مؤثر منصوبہ بندی اور جدید وسائل کے ساتھ فروغ دیا جائے تو یہ مستقبل میں بھی انسانی ترقی کا مضبوط ستون ثابت ہو سکتی ہے۔

سوال نمبر 4 رسمی و نیم رسمی تعلیم کے مابین تعلق کی وضاحت کریں۔

رسمی و نیم رسمی تعلیم کے مابین تعلق:

تمہید:

تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی، شعور اور فکری بالیدگی کا بنیادی ذریعہ ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ تعلیم کے مختلف طریقے اور نظام وجود میں آئے تاکہ معاشرے کے ہر فرد تک علم کی رسائی ممکن بنائی جا سکے۔ انہی نظاموں میں رسمی تعلیم اور نیم رسمی تعلیم کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اگرچہ یہ دونوں نظام اپنی ساخت، طریقۂ کار اور دائرۂ کار کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لیکن ان کے مقاصد میں ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ درحقیقت رسمی اور نیم رسمی تعلیم ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور مل کر تعلیمی خلا کو پُر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

رسمی تعلیم کا تصور:

رسمی تعلیم ایک باقاعدہ، منظم اور ادارہ جاتی تعلیمی نظام ہے جو اسکول، کالج اور یونیورسٹیوں کے ذریعے فراہم کیا جاتا ہے۔ اس نظام میں داخلے کے اصول، عمر کی حد، نصاب، تدریسی طریقے اور امتحانی نظام پہلے سے طے شدہ ہوتے ہیں۔ رسمی تعلیم کا بنیادی مقصد طلبہ کو معیاری علم فراہم کرنا، ان کی ذہنی صلاحیتوں کو پروان چڑھانا اور انہیں پیشہ ورانہ زندگی کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے۔ اس نظام کے ذریعے حاصل کی گئی اسناد اور ڈگریاں معاشرے میں باقاعدہ طور پر تسلیم شدہ ہوتی ہیں۔

نیم رسمی تعلیم کا تصور:

نیم رسمی تعلیم وہ تعلیمی نظام ہے جو رسمی تعلیم کی نسبت کم پابندیوں کے ساتھ فراہم کیا جاتا ہے۔ اس میں عمر، وقت اور نصاب کے حوالے سے لچک پائی جاتی ہے، تاہم یہ تعلیم مکمل طور پر غیر منظم بھی نہیں ہوتی۔ نیم رسمی تعلیم عام طور پر ایسے افراد کے لیے ہوتی ہے جو کسی وجہ سے رسمی تعلیمی نظام میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اس نظام میں بالغوں کی تعلیم، فنی تربیت، ہنر سیکھنے کے پروگرام اور کمیونٹی بیسڈ تعلیمی مراکز شامل ہوتے ہیں۔

مقاصد میں ہم آہنگی:

رسمی اور نیم رسمی تعلیم کے مابین سب سے اہم تعلق ان کے مقاصد میں پایا جاتا ہے۔ دونوں نظاموں کا بنیادی مقصد فرد کی تعلیمی، سماجی اور معاشی ترقی ہوتا ہے۔ رسمی تعلیم جہاں نظریاتی اور علمی بنیاد فراہم کرتی ہے، وہیں نیم رسمی تعلیم عملی مہارتوں اور روزمرہ زندگی سے متعلق علم پر زور دیتی ہے۔ اس طرح دونوں نظام مل کر فرد کی ہمہ جہت ترقی کو یقینی بناتے ہیں۔

تعلیمی خلا کو پُر کرنے میں کردار:

کسی بھی معاشرے میں تمام افراد رسمی تعلیمی نظام سے مستفید نہیں ہو پاتے۔ غربت، معاشرتی مسائل، عمر کی حد اور دیگر وجوہات کی بنا پر بہت سے لوگ اسکول چھوڑ دیتے ہیں یا داخل ہی نہیں ہو پاتے۔ ایسے حالات میں نیم رسمی تعلیم رسمی نظام کی کمی کو پورا کرتی ہے۔ یہ افراد کو دوبارہ سیکھنے کا موقع فراہم کرتی ہے اور انہیں معاشرے کا فعال رکن بننے میں مدد دیتی ہے۔ اس طرح نیم رسمی تعلیم رسمی تعلیم کا معاون اور تکمیلی کردار ادا کرتی ہے۔

نصاب اور تدریسی طریقوں کا تعلق:

رسمی تعلیم میں نصاب عموماً وسیع، نظریاتی اور طویل مدتی ہوتا ہے، جبکہ نیم رسمی تعلیم میں نصاب مختصر، عملی اور مقصدی نوعیت کا ہوتا ہے۔ تاہم دونوں نظاموں میں تدریسی طریقوں کے حوالے سے ایک دوسرے سے سیکھنے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ آج کل رسمی

تعلیمی ادارے بھی عملی سرگرمیوں اور ہنر پر مبنی تعلیم کو اپنانے لگے ہیں، جو نیم رسمی تعلیم کی خصوصیت ہے۔ اسی طرح نیم رسمی تعلیم میں بھی نصاب کی ترتیب اور تدریس میں رسمی نظام کی رہنمائی شامل کی جا رہی ہے۔

معاشی اور سماجی ترقی میں مشترکہ کردار:

رسمی اور نیم رسمی تعلیم دونوں معاشی اور سماجی ترقی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ رسمی تعلیم پیشہ ور افراد، سائنس دانوں، اساتذہ اور ماہرین کی تیاری میں مدد دیتی ہے، جبکہ نیم رسمی تعلیم ہنر مند افرادی قوت پیدا کرتی ہے۔ یہ ہنر مند افراد صنعت، زراعت اور خدمات کے شعبوں میں عملی کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح دونوں نظام مل کر قومی معیشت کو مضبوط بناتے ہیں۔

تعلیم برائے سب کا تصور:

تعلیم برائے سب ایک ایسا تصور ہے جس کے تحت معاشرے کے ہر فرد کو تعلیم فراہم کرنا مقصد ہوتا ہے۔ یہ ہدف صرف رسمی تعلیم کے ذریعے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ نیم رسمی تعلیم اس مقصد کے حصول میں رسمی نظام کی مدد کرتی ہے۔ دونوں نظاموں کے باہمی تعلق سے تعلیم کا دائرہ وسیع ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ افراد تعلیمی مواقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

جدید دور میں باہمی انحصار:

جدید دور میں رسمی اور نیم رسمی تعلیم کا تعلق مزید مضبوط ہو گیا ہے۔ فنی و تکنیکی تعلیم، شارٹ کورسز اور تربیتی پروگرام اب رسمی تعلیمی اداروں کا بھی حصہ بنتے جا رہے ہیں۔ اسی طرح نیم رسمی تعلیمی ادارے بھی رسمی نظام سے ہم آہنگ ہو کر اسناد اور مہارتوں کو تسلیم شدہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ باہمی انحصار تعلیمی نظام کو زیادہ مؤثر بنا رہا ہے۔

نتیجہ:

آخر میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ رسمی اور نیم رسمی تعلیم ایک دوسرے کے مخالف نہیں بلکہ باہم مربوط اور تکمیلی نظام ہیں۔ رسمی تعلیم علمی اور نظریاتی بنیاد فراہم کرتی ہے جبکہ نیم رسمی تعلیم عملی مہارتوں اور زندگی سے متعلق علم کو فروغ دیتی ہے۔ دونوں نظام مل کر

معاشرے کے مختلف طبقات کی تعلیمی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ اگر رسمی اور نیم رسمی تعلیم کے درمیان تعلق کو مزید مضبوط کیا جائے تو تعلیم کے فروغ اور قومی ترقی کے اہداف زیادہ مؤثر طریقے سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

سوال نمبر 5 بالغ طالب علم کی نفسیاتی خصوصیات تحریر کریں۔

بالغ طالب علم کی نفسیاتی خصوصیات:

تمہید:

تعلیم کا عمل عمر کی کسی خاص حد تک محدود نہیں ہوتا۔ انسان زندگی کے مختلف مراحل میں سیکھتا رہتا ہے، تاہم بالغ افراد کا سیکھنے کا انداز بچوں اور نوجوانوں سے خاصا مختلف ہوتا ہے۔ بالغ طالب علم وہ فرد ہوتا ہے جو رسمی عمر سے آگے بڑھ چکا ہو اور کسی مقصد، ضرورت یا ذاتی خواہش کے تحت تعلیم حاصل کرتا ہے۔ اس کی نفسیاتی ساخت، تجربات اور سوچ کا دائرہ ایک بچے یا نوجوان طالب علم سے مختلف ہوتا ہے۔ اسی لیے بالغ طالب علم کی نفسیاتی خصوصیات کو سمجھنا تعلیمی عمل کو مؤثر بنانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔

خود آگاہی اور خود مختاری:

بالغ طالب علم کی ایک نمایاں نفسیاتی خصوصیت خود آگاہی ہوتی ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں، کمزوریوں اور ضروریات سے بخوبی واقف ہوتا ہے۔ بچے عموماً اساتذہ یا والدین کے کہنے پر سیکھتے ہیں، جبکہ بالغ طالب علم خود فیصلہ کرتا ہے کہ اسے کیا، کیوں اور کیسے سیکھنا ہے۔ یہی خود مختاری اسے تعلیمی عمل میں زیادہ سنجیدہ اور ذمہ دار بناتی ہے۔

بالغ طالب علم اپنے سیکھنے کے عمل میں خود کو ایک فعال شریک سمجھتا ہے۔ وہ محض ہدایات پر عمل کرنے کے بجائے سوال کرتا ہے، رائے دیتا ہے اور سیکھنے کے عمل میں شمولیت چاہتا ہے۔ یہ نفسیاتی خصوصیت اس بات کی متقاضی ہے کہ اسے احترام اور اعتماد کے ساتھ سیکھنے کا موقع دیا جائے۔

مقصدیت اور عملی سوچ:

بالغ طالب علم کی سیکھنے کی خواہش عموماً کسی واضح مقصد سے جڑی ہوتی ہے۔ وہ تعلیم کو محض ڈگری یا سرٹیفیکیٹ کے لیے نہیں بلکہ عملی فائدے کے لیے حاصل کرتا ہے۔ روزگار میں بہتری، ہنر سیکھنا، ذاتی ترقی یا سماجی مقام بہتر بنانا اس کے عام مقاصد ہوتے ہیں۔

یہ مقصدیت اس کی نفسیات کا اہم حصہ ہوتی ہے۔ اگر اسے یہ محسوس ہو کہ سیکھا جانے والا مواد اس کی عملی زندگی سے تعلق نہیں رکھتا تو اس کی دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔ اسی لیے بالغ طالب علم عملی مثالوں، حقیقی مسائل اور تجرباتی سیکھنے کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

تجربات کی بنیاد پر سیکھنا:

بالغ طالب علم کے پاس زندگی کے وسیع تجربات ہوتے ہیں جو اس کے سیکھنے کے عمل کو متاثر کرتے ہیں۔ یہ تجربات کبھی سیکھنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور کبھی رکاوٹ بھی بن جاتے ہیں۔ بالغ طالب علم نئی معلومات کو اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں پرکھتا ہے اور اسی بنیاد پر قبول یا رد کرتا ہے۔

یہ نفسیاتی خصوصیت اس بات کی متقاضی ہے کہ تعلیمی عمل میں اس کے تجربات کو اہمیت دی جائے۔ جب اسے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس کے تجربات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے تو اس کا اعتماد بڑھتا ہے اور وہ زیادہ بہتر انداز میں سیکھتا ہے۔

سیکھنے میں سنجیدگی اور ذمہ داری:

بالغ طالب علم عام طور پر تعلیم کو سنجیدگی سے لیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وقت اور وسائل محدود ہیں۔ وہ اپنی ذمہ داریوں جیسے گھر، ملازمت اور سماجی فرائض کے ساتھ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے وقت اور توانائی کو سوچ سمجھ کر استعمال کرتا ہے۔

یہ سنجیدگی اس کی نفسیاتی پختگی کی علامت ہوتی ہے۔ وہ غیر ضروری سرگرمیوں کے بجائے بامقصد سیکھنے کو ترجیح دیتا ہے اور تعلیمی عمل میں نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتا ہے۔

احترام اور عزتِ نفس کی ضرورت:

بالغ طالب علم کی نفسیات میں عزتِ نفس ایک اہم عنصر ہوتی ہے۔ وہ خود کو ایک باشعور اور ذمہ دار فرد سمجھتا ہے، اس لیے وہ تعلیمی ماحول میں احترام چاہتا ہے۔ اگر اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کیا جائے یا اس کی رائے کو نظر انداز کیا جائے تو وہ دل برداشتہ ہو سکتا ہے۔

بالغ طالب علم اساتذہ سے برابری کی سطح پر گفتگو اور باہمی احترام کی توقع رکھتا ہے۔ جب اس کی عزتِ نفس کو مجروح نہیں کیا جاتا تو وہ سیکھنے میں زیادہ دلچسپی اور اعتماد کا مظاہرہ کرتا ہے۔

سیکھنے میں لچک کی ضرورت:

بالغ طالب علم کی زندگی میں متعدد ذمہ داریاں ہوتی ہیں، اس لیے وہ سیکھنے میں لچک چاہتا ہے۔ مقررہ اوقات، سخت قوانین اور غیر ضروری پابندیاں اس کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی ہیں۔ نفسیاتی طور پر وہ ایسے تعلیمی نظام کو ترجیح دیتا ہے جو اس کے حالات کے مطابق ہو۔

یہی وجہ ہے کہ بالغ افراد غیر رسمی اور نیم رسمی تعلیم کی طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں جہاں وقت، نصاب اور طریقہ تدریس میں لچک موجود ہوتی ہے۔ یہ لچک اس کے ذہنی دباؤ کو کم کرتی ہے اور سیکھنے کے عمل کو آسان بناتی ہے۔

سیکھنے میں خود اعتمادی اور خوف:

بالغ طالب علم کی نفسیات میں خود اعتمادی اور خوف دونوں عناصر موجود ہو سکتے ہیں۔ کچھ بالغ افراد اپنے تجربات کی وجہ سے خود کو پر اعتماد محسوس کرتے ہیں، جبکہ بعض ماضی کی تعلیمی ناکامیوں کی وجہ سے خوف اور ہچکچاہٹ کا شکار ہوتے ہیں۔

یہ خوف خاص طور پر امتحانات، نئی ٹیکنالوجی یا رسمی تعلیمی ماحول سے متعلق ہو سکتا ہے۔ اگر تعلیمی عمل میں حوصلہ افزائی اور مثبت رویہ اپنایا جائے تو بالغ طالب علم کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ بہتر کارکردگی دکھاتا ہے۔

تنقیدی سوچ اور سوال کرنے کی صلاحیت:

بالغ طالب علم کی ایک اہم نفسیاتی خصوصیت تنقیدی سوچ ہے۔ وہ ہر بات کو بغیر سمجھے قبول نہیں کرتا بلکہ سوال کرتا ہے اور دلیل مانگتا ہے۔ یہ صلاحیت اس کی ذہنی پختگی کی علامت ہوتی ہے۔

وہ معلومات کو پرکھنے، موازنہ کرنے اور اپنی رائے قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر تعلیمی ماحول اس کی اس صلاحیت کو مثبت انداز میں استعمال کرے تو سیکھنے کا عمل زیادہ بامعنی ہو جاتا ہے۔

نتیجہ:

بالغ طالب علم کی نفسیاتی خصوصیات اسے بچوں اور نوجوان طالب علموں سے نمایاں طور پر مختلف بناتی ہیں۔ خود آگاہی، مقصدیت، تجربات کی بنیاد پر سیکھنا، عزتِ نفس، سنجیدگی اور تنقیدی سوچ اس کی اہم خصوصیات ہیں۔ اگر تعلیمی نظام ان نفسیاتی خصوصیات کو مد نظر رکھ کر ترتیب دیا جائے تو بالغ تعلیم زیادہ مؤثر، بامقصد اور کامیاب ہو سکتی ہے۔ بالغ طالب علم کو احترام، لچک اور عملی سیکھنے کے مواقع فراہم کر کے نہ صرف اس کی ذاتی ترقی ممکن بنائی جا سکتی ہے بلکہ معاشرے کی مجموعی ترقی میں بھی نمایاں کردار ادا کیا جا سکتا ہے۔